مولانا محمد حبیب الرحمان بن عبد العظیم

(قسط ۲)

بریلوی مذہب کی حقیقت

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تمام انبیاء ذریت آدم ہیں چنانچہ آیت کریمہ:
"یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ
——الاٰیۃ" (الاعراف:۳۵)
"اے بنی آدم، تمہارے پاس تمہی میں سے رسول آئیں گے جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں گے"

سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح سورۃ الانعام میں ہے:
"وَ نُوۡحًا ہَدَیۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡسُفَ وَ مُوۡسٰی وَ ہٰرُوۡنَ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۙ وَ زَکَرِیَّا وَ یَحۡیٰی وَ عِیۡسٰی وَ اِلۡیَاسَ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۙ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ الۡیَسَعَ وَ یُوۡنُسَ وَ لُوۡطًا ؕ وَ کُلًّا فَضَّلۡنَا عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ وَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ وَ اِخۡوَانِہِمۡ ۚ وَ اجۡتَبَیۡنٰہُمۡ وَ ہَدَیۡنٰہُمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ" (آیت ۸۵تا۸۸)

"اور ہم نے نوحؑ کو ہدایت بخشی، اور ان کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بھی، اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو بھی، یہ سب نیکوکار تھے اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی۔ اور ان کے باپ، دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بھی۔ اور ان کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا رستہ بھی دکھایا تھا"

آیات میں جن انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ ہے، یہ سب کے سب ذریت آدم ہیں، اور

تمام کے تمام بشر! بناء بریں ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"الانبیاء اخوۃ من علات وامھاتھم شتی ودینھم واحد"

(متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ، باب بدأ الخلق)

"تمام انبیاءؑ سوتیلے (یعنی باپ شریک) بھائی ہیں اور ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔"

پھر جس طرح تمام انبیائے کرامؑ ذریتِ آدم، ذریتِ نوحؑ اور ذریتِ ابراہیمؑ تھے، ٹھیک اسی طرح ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ذریتِ ابراہیمؑ تھے، کیوں کہ آپؐ حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے تھے، جیسا کہ آپؐ نے خود اپنے سلسلۂ نسب میں حضرت اسماعیلؑ سے لے کر عدنان تک بیان فرما کر اپنا نسب نامہ ثابت کیا ہے (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ، باب ذکر الانبیاء فی قصۃ قریش)

دیگر آپؐ قریشی خاندان میں، بنو عبد المطلب میں سے تھے، جیسا کہ آپؐ نے صاف فرمایا: !

"انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب"

بناء بریں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

"وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" (الشعراء : ۲۱۴)

"اپنے قریب کے رشتہ داروں کو عذابِ جہنم سے ڈرایئے۔"

چنانچہ آپؐ نے اپنے تمام اہلِ کنبہ کو جمع کر کے اللہ کا پیغام سُنا دیا!

آپؐ کون ہیں اور کیا ہیں ؟

تفسیر ابنِ کثیر میں زیر آیتِ کریمہ "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ" ایک روایت میں وارد ہے کہ اکثم بن صیفی کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی خبر پہنچی تو اس نے آپؐ سے ملنا چاہا۔ قوم نے اس کو روک دیا اور کہا کہ تم ہمارے بڑے ہو، تمہارا جانا اچھا نہیں! اس نے کہا کہ پھر کوئی جا کر آپؐ کی خبر لائے۔ اس پہ دو شخص کھڑے ہوئے، انھوں نے آ کر آپؐ سے کہا کہ ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں، وہ آپ سے سوال کرتا ہے کہ آپؐ کون ہیں اور کیا ہیں؟ آپؐ نے جواباً فرمایا کہ :

"اما من انا فانا محمد بن عبد اللہ، واما انا فانا عبد اللہ ورسولہ"

"میں محمدؐ بن عبد اللہ ہوں، اور اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں؟"

پھر آپؐ نے مذکورہ آیت پڑھی، جو دونوں نے یاد کر لی اور واپس آکر اکثم سے کہا کہ ہم نے آپؐ سے نسب کے بارے سوال کیا تو آپؐ نے اپنے تئیں اعلیٰ نسب والا بتایا۔ آپؐ بیشک شریف النّسب ہیں۔ پھر ہم نے سوال کیا کہ آپؐ کیا ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا، مَیں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ــــ الخ!"

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپؐ بشر تھے، اگر آپؐ بشر نہ ہوتے تو ان دونوں کے سوال پر جواباً فرمادیتے کہ میں "نور مّن نور اللہ ہوں، اور میں تم جیسا بشر نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔"

بلکہ آپؐ بلاشبہ بشر تھے، اور آپؐ کے اندر بھی بشری حاجات، کھانا پینا، سونا جاگنا، بیاہ شادی کرنا، انسانی دکھ سکھ کے حامل ہونا، دنیا سے انتقال کر جانا، قبر میں دفن ہونا، آپؐ کا صاحبِ ازواج و اولاد ہونا ــــ یہ سب دنیا میں مشہور ہے، کس کی مجال کہ ان باتوں سے انکار کر سکے؟

تخلیقِ ثلاثہ میں انسان کا وجود

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے، جنات کو آگ سے اور انسان کو خاک سے پیدا فرمایا ہے۔ ان اقسامِ ثلاثہ میں سے فرشتے نوری ہونے کی وجہ سے خورد و نوش اور حاجتِ بشری سے پاک ہیں۔ نہ صاحبِ ازواج ہیں، نہ صاحبِ اولاد اور نہ ہی دکھ سُکھ اور مصیبت کے حامل! ــــ نہ ان کی نسل جاری ہے اور نہ وہ قبیلہ دار ہیں، البتہ ذکر اللہ میں مشغول ہیں۔ جنّات اگرچہ تخلیق میں ناری ہیں، لیکن ان کے اندر خورد و نوش وغیرہ حاجات موجود ہیں اور صاحبِ نسل بھی ہیں ــــ مؤخر الذکر انسان کو بشر کہا گیا ہے اور بشر اس ہستی کا نام ہے جو صاحبِ فراست و عقل و ادراک ہو اور ساتھ ہی ساتھ صاحبِ نسب اور صاحبِ داماد ہو ــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ــــ الآيَة!" (الفرقان: ۵۴)

"وہ ذات، جس نے بشر کو پانی سے پیدا کیا اور اس کو صاحبِ نسب اور صاحبِ داماد بنایا۔"

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس آیتِ کریمہ میں داخل ہیں یا نہیں؟ ــــ دنیا جانتی ہے کہ آپؐ صاحبِ ازواج و صاحبِ اولاد ہونے کے علاوہ

صاحبِ نسب بھی اور صاحبِ داماد بھی تھے۔ نسب کے لیے آپؐ کا ابنِ عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہونا کافی ہے، جب کہ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع کو آپؐ کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ آپؐ کو بچپن سے لے کر جوانی تک اور جوانی سے بڑھاپے تک لوگوں نے دیکھا ہے، پھر دنیا سے آپؐ تشریف بھی لے گئے اور آپؐ کی قبر مبارک اب بھی مدینہ منورہ میں موجود ہے ــــ یہ ایسے حقائق ہیں کہ کسی کی مجال نہیں، ان سے انکار کر سکے، ورنہ کہہ دے کہ یہ سب کچھ غلط ہے ؎

باطل جو صداقت سے الجھتا ہے تو اُلجھے
ذروں سے خورشید چھپا ہے نہ چھپے گا

اگر رضوی بریلوی صاحبان کے اندر ہمت ہے تو دیانت داری سے ان سب لوازمِ بشری کا انکار نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کر دکھائیں۔ تب ہم جانیں کہ بریلوی حضرات اپنے دعوٰی میں پکے سچے ہیں، ورنہ ہم اہلِ توحید ان کو جھوٹا ہی سمجھیں گے۔

باقی رہی آیتِ کریمہ، "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ــــ الاٰیۃ!" (المآئدۃ: ۱۵)

جس سے ان لوگوں کا دعوٰی ہے کہ آپؐ کو نور سے تعبیر کیا گیا ہے، تو یہ بھی باطل ہے، کیوں کہ یہاں نور سے مراد قرآنِ کریم ہے اور اسی کو بعض مفسرین نے ترجیح دی ہے۔ علاوہ ازیں اگر آیت کے سیاق و سباق اور اس بارے میں نور سے متعلقہ دیگر آیات دیکھی جائیں تو ان سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً اسی آیت کے شروع میں ہے:

"يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا" (المآئدۃ: ۱۵)

"اے اہلِ کتاب، تمہارے پاس ہمارا رسولؐ آیا ہے!"

جب آپؐ کا ذکرِ مبارک شروع آیت میں ہو چکا تو اب "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" سے مراد کتاب اللہ ہی ہو سکتی ہے نہ کہ آپؐ کی ذاتِ مبارک!

پھر یہ بھی دیکھیے کہ اس سے اگلی آیت کے الفاظ یوں ہیں:

"يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ ــــ الاٰیۃ!" (المآئدۃ: ۱۶)

"اللہ تعالیٰ اس سے ہر اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضامندی کی

اتباع کرے۔"

اس آیت میں "بہٖ" ضمیر مفرد لائی گئی ہے۔ اگر نور اور کتاب مبین دو الگ الگ چیزیں ہوتیں یعنی "نور" سے مراد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتے، تو آپؐ اور "کتاب مبین" دونوں کے لیے مفرد کی بجائے ضمیر تثنیہ لائی جاتی۔ یعنی "بہٖ" کی بجائے "بِهِمَا" فرمایا جاتا، لیکن ایسا نہیں ہے، لہٰذا ثابت ہُوا کہ "نور" سے مراد یہاں "کتابِ مبین" ہی ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر آپؐ کا اور قرآنِ کریم کا ذکر یوں فرمایا ہے:

"وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔"

(الاعراف: ۱۵۷)

یعنی "جن لوگوں نے اس "نور" کی اتباع کی جو آپؐ کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں!"

اس آیت کے بھی شروع میں پہلے حضورؐ کا ذکر بایں الفاظ آگیا ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ــــ الاٰیۃ!" (ایضًا)

اور پھر آخر آیت میں قرآنِ کریم کا ذکر لفظِ "نور" کے ساتھ کیا گیا ہے جو آپؐ پر اتارا گیا ـــ بالکل اسی طرح جس طرح زیرِ بحث آیت میں پہلے "قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا" کے الفاظ آئے ہیں اور پھر آخر میں "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ" کے الفاظ وارد ہیں ـــ لہٰذا ان قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس آیت میں جس "نور" کا ذکر ہے، اس سے مراد قرآنِ کریم ہی ہے! چنانچہ قرآنِ مجید کو "نور" کے لفظ سے اور بھی کئی جگہ تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً:

"یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا!" (النساء: ۱۷۵)

"کہ" اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آئی اور ہم نے تمہاری طرف "نورِ مبین" یعنی قرآنِ مجید اتارا!"

اسی طرح سورۂ تغابن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا!" (آیت: ۸)

کہ "اللہ پر ایمان لاؤ، اور اس کے رسولؐ پر اور اس "نور" (قرآنِ مجید) پر جو ہم نے اتارا!"

غور فرمائیے، ان دونوں آیات میں قرآنِ مجید ہی کو لفظِ نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے، بلکہ دُوسری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نور (قرآن مجید) کا ذکر الگ الگ بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ "زیرِ بحث آیت میں بھی "قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ" سے مراد قرآنِ مجید ہی ہے۔"

یہ بھی یاد رکھیے کہ مذکورہ بالا ایک آیت ہی میں یہ احتمال ہے کہ یہاں "نور" سے مراد حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی بھی ہو سکتی ہے۔ کسی دوسری آیت میں آپؐ کو "نور" نہیں کہا گیا۔ لیکن یہاں بھی بقولِ مفسرین اس سے قرآنِ مجید بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ تو آیت میں دو معنی کا احتمال پیدا ہو گیا، جبکہ اصول یہ ہے کہ:

"اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ!"

کہ "جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جایا کرتا ہے!"

دیکھیے تفسیر جامع البیان تحت آیت مذکورہ:

"قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔ اَیْ قُرْاٰنٌ اَوْ مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ!"

بعض ائمہ نے یہ معنی بھی کیے ہیں:

"بِعِنَایَۃِ الْاَزَلِ وَصَلْتُمْ اِلٰی نُوْرِ الْکِتَابِ وَنُوْرِ التَّوْحِیْدِ!"

"یعنی اس سے نورِ کتاب اور نورِ توحید مراد ہے۔" (تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تفسیر آیت مذکور ص۱۷۷)

نورِ نبوت و ہدایت اگر آیت "قَدْ جَاءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ" سے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی مراد لی جائے، تو بھی اس سے "نورِ نبوت" اور "نورِ ہدایت" مراد ہوگا، نہ کہ وہ نور جس کی رضوی بریلویوں نے رٹ لگا رکھی ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملۂ نبوت اپنی آن بان کے ساتھ وضوح کے درجہ

کمال پر ہے (کہ) مؤمنین اور عارفین کے قلوب کو اپنی شریعتِ غرا کے ذریعے خوب مجلیٰ اور منوّر کر دیا ہے۔ اس لیے آپ کو "نور" "ہادی" اور "سراجِ منیر" کہا گیا ہے!"

اپنوں کی گواہی

۱۔ مفتی احمد یار صاحب بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے نور ہونے کے نہ تو یہ معنی ہیں کہ:

(ا) حضورؐ خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں۔

(ب) نہ یہ کہ رب کا نور حضورؐ کے نور کا مادہ ہے۔

(ج) نہ یہ کہ حضورؐ خدا کی طرح ازلی، ابدی، ذاتی نور ہیں۔

(د) نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضورؐ میں سرایت کر گیا ہے تاکہ کفر اور شرک لازم آئے۔

آپ ایسے ہی نور ہیں جیسے اسلام اور قرآن نور ہیں!" (رسالہ نور صـ مصنفہ مولانا احمد رضا خاں صاحب)

۲۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ترجمۂ قرآنِ مجید "کنز الایمان" اور مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی کا حاشیہ "خزائن العرفان" بھی ملاحظہ فرمایئے:

"قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ" (المائدۃ: ۱۶۴)

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"

(کنز الایمان)

"سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا، کیونکہ آپؐ سے تاریکیٔ کفر دُور ہوئی اور راہِ حق واضح ہوئی!" (خزائن العرفان) ——— (خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمایئے)

۳۔ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا!" کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

"اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ہے اور چمکا دینے والا نور ہے" (کنز الایمان)

اور حاشیہ پڑھیے:

"درحقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپؐ کے نورِ نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلماتِ شدیدہ کو اپنے نورِ حقیقت افروز سے دُور کر دیا اور خلق کے لیے معرفتِ الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کی تاریک وادیوں میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے نورِ ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نورِ نبوّت سے ضمائر اور قلوب و ارواح کو منور کیا" (خزائن العرفان)

اس اقتباس کو بغور پڑھیے، کیا اس میں ہمارے مذکورہ بالا عقیدہ کی مکمل تائید نہیں، کہ آیہ زیرِ بحث میں اگر "نور" سے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی مرادلی جائے تو بھی اس سے "نورِ نبوت" اور "نورِ ہدایت" مراد ہوگا؟"

"اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ !"

ایک موضوع حدیث

بریلوی علماء عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لیے حضورؐ کے نور ہونے کے سلسلہ میں اکثر ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ :

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ !"

لیکن آج تک کسی نے اس کی سند بیان نہیں کی اور نہ بیان کر سکتا ہے۔ لہٰذا حدیث معلق، بلاسند، استدلال اور احتجاج کے قابل نہیں ہوتی کیونکہ یہ اقسام مردود میں سے ہے (دیکھیے نخبتہ الفکر)

اسی طرح راویانِ مجہول سے مروی حدیث بھی لائق تسلیم نہیں ہوتی۔ اس صورت میں حدیث مذکور کا متصل، مرفوع اور صحیح ہونا جب تک ثابت نہ ہو، قابلِ توجہ نہیں ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی سیرۃ النبیؐ جلد ۳ ص۶۲۵ میں اس حدیث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ :

"اس کی روایت عام طور سے زبانوں پر جاری ہے۔ مگر اس روایت کا پتہ احادیث کے دفتر میں مجھے نہیں ملا۔ البتہ ایک روایت مصنف عبدالرزاق میں ہے :

"یَا جَابِرُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرُ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ !"

زرقانی وغیرہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کی سند نہیں لکھی!"

گویا یہ حدیث بھی بغیر سند کے ہے۔ مزید یہ کہ یہ روایت بھی مصنف عبدالرزاق کی ہے جو کہ تیسرے طبقہ کی کتاب ہے۔ اور اس تیسرے طبقہ کی کتابوں کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ یوں رقمطراز ہیں :

"والتزام صحت نمودہ وکتب آنہا در شہرت وقبول درمرتبہ طبقہ اول ودوم نرسیدہ۔ ہرچند مصنفین آں کتب موصوف بودند بتبحر درعلم حدیث و وثوق وعدالت وضبط واحادیث صحیح وحسن وضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز دراں کتب یافتہ میشود۔ دررجال

آں کتب بعضے موصوف بعدالت اند و بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر آں احادیث معمول بہ نزد فقہاء نہ شدہ اند، بلکہ اجماع برخلاف آنہا منعقد گشتہ... اسماء آں کتب ایں است ۔ مسند شافعی، سنن ابنِ ماجہ، مسند دارمی، مسند ابی یعلیٰ، مصنّف عبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ الخ ۔" (عجالہ نافعہ ص۶)

کہ " اصل میں (ان کی) صحت کا التزام انہوں نے نہیں کیا اور جو شہرت اور مقبولیت طبقۂ اول اور دوم کو حاصل ہوئی وُہ ان (تیسرے طبقہ کی) کتابوں کو نہ ہوئی ۔ اگرچہ ان کتابوں کے مصنفین (بذاتِ خود) علومِ حدیث، وثوق اور عدالت وضبط میں متبحر تھے، لیکن احادیث صحیح، حسن، ضعیف بلکہ موضوع تک ان کتابوں میں پائی جاتی ہیں ـــــ اور ان کے راوی بعض ثقہ ہیں، بعض غیر معروف اور مجہول ہیں، اور (اسی لیے) ان کتابوں کی اکثر احادیث ائمہ فقہاء کے نزدیک معمول بہ نہیں ہیں، بلکہ ان کے ترک کرنے پر اجماع منعقد ہوا ہے . . . . . ان کے نام یہ ہیں: مسند شافعی، ابنِ ماجہ، دارمی، مسند ابی یعلیٰ موصلی، مصنّف عبدالرزاق، مصنّف ابی بکر بن ابی شیبہ" الخ

یہ ہے وُہ مصنّف عبدالرزاق جس سے یہ حدیث نقل کی جاتی ہے ۔ یعنی اس کتاب میں موضوع احادیث تک موجود ہیں ۔ اب اس حدیث کی سند کا حال دیکھے بغیر کوئی کیسے اسے باور کرلے؟

(جاری ہے)

- خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں، ورنہ تعمیل ممکن نہ ہوگی ۔
- محترمین خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں ۔
- زائد خرچہ سے بچنے کے لیے اپنے واجبات بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں ـــــ شکریہ!

(مینجر)